

ہی کم ہے۔ مجھ بد نصیب کو وہ ایسا دن کہاں سے لا کر دکھائے گی، جس کے ساتھ  
رات نہ ہو؟

مطلب یہ کہ اس دنیا کی کوئی خوشی پائدار نہیں۔ جس طرح ہر دن کے ساتھ  
رات ہے، اُسی طرح ہر خوشی کے ساتھ غم لگا ہوا ہے۔

۴۔ شرح : بیشک میری زبان حمد کی عادی ہو گئی ہے۔ اے باری  
تعالیٰ! میں ہمیشہ تیری حمد و ثنا کرتا رہتا ہوں، لیکن ایک چیز عرض کروں کہ صرف ذات  
کی حمد کرتا ہوں، صفات کو ذات میں شامل نہیں سمجھتا۔

اس شعر میں توحید کا ایک اعلیٰ تصور پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مگر خالص  
ذات کی حمد ہو ہی نہیں سکتی۔ حمد ہوگی تو صفات ہی کی ہوگی۔ محض الحمد للہ کہے  
جانے سے بات نہیں بنتی، یہ بھی کہنا ہوگا کہ وہ جہانوں کا پروردگار ہے، رحمان و  
رحیم ہے، یوم جزا کا مالک ہے۔ اس اعتبار سے عدالت اُس کی صفت کمال ہے۔  
یہی حال باقی صفات کا ہے۔

۵۔ شرح : اے اَسَد! خوشی کو خوشی نہ کہ، غم کو غم نہ جان، کیونکہ  
ان میں سے کسی بھی شے کو پائدار ہی نہیں، یہ سب بدلتی چلی جا رہی ہیں۔

حق یہ ہے کہ کائنات کے اجزاء میں اُور کچھ بھی ہو، مگر ثبات شامل نہیں، یعنی  
یہاں کوئی بھی چیز قائم و باقی نہیں۔

یہ وہی حقیقت ہے، جو شیعے نے اپنی نظم ”تغیر“ میں بیان کی اور اقبالؒ نے  
اسی خیال کو یہ لباس پہنایا:

سکون محال ہے قدرت کے کارخانے میں  
شاب ایک تغیر کو ہے زمانے میں

۱۔ شرح :

ہم شمع کی طرح دنا  
کے سوختہ سامان

جوں شمع ہم اک سوختہ سامانِ وفا ہیں

اور اس کے سوا کچھ نہیں معلوم کہ کیا ہیں